اصحاب صفہ
(تعلیمی اور معاشی جائزہ)

سید جلال الدین عمری

صفہ کی تعریف اور تعیین

صفہ دراصل مسجد نبوی سے متصل اس جگہ کو کہا جاتا ہے، جسے چھپر ڈال کر رہائش کے قابل بنا دیا گیا تھا۔ یہاں وہ غریب اور نادار مسلمان رہتے تھے جن کا مدینہ میں گھر دار نہیں تھا۔ عربی کے مشہور لغت لسان العرب میں صفہ کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے:

الصفۃ ھو موضع مظلل کان یاوی الیہ المساکین[۱]	صفہ وہ سایہ دار جگہ ہے جہاں مساکین رہا کرتے تھے۔

علامہ ابن اثیر نے اصحاب صفہ کا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے۔

ھم فقراء المهاجرین ومن لم یکن له منزل یسکنه فکانوا یأوون الی موضع مظلل فی مسجد المدینة یسکنونه[۲]	اس سے مراد مہاجرین میں کے فقرا اور وہ لوگ ہیں جن کے پاس رہنے کے لیے گھر نہیں تھا۔ یہ سب لوگ مسجد نبوی میں ایک سایہ دار جگہ میں سکونت اختیار کرتے تھے۔

ایک حدیث میں حضرت طلحہ بصریؓ جو خود بھی ایک مہاجر تھے، فرماتے ہیں۔

کان الرجل منا اذا قدم المدینة وکان له بها عریف نزل علی	ہم میں سے کوئی شخص جب مدینہ آتا اور وہاں اس کا کوئی واقف کار ہوتا تو وہ اس کے

۱؎ ابن منظور: لسان العرب، مادہ ص، ف، ف ۲؎ ابن اثیر: النہایہ فی غریب الحدیث ۲/۲۶۴

عریفہ وان لم یکن لہ عریف — ہاں ٹھہرتا اور جس کا کوئی واقف کار نہ ہوتا

نزل الصفۃ [1] — وہ صفہ میں قیام کرتا۔

یہ صفہ مسجد نبوی کے پچھلے حصہ میں شمال کی طرف تھا [2]

اصحاب صفہ کی تعداد

اصحاب صفہ کی تعداد کی ٹھیک ٹھیک تعیین مشکل ہے [3] البتہ اتنی بات وثوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ صحابہ کی بہت بڑی تعداد نے یہاں علم دین حاصل کیا اور اس میں مہارت پیدا کی۔ اس کا تھوڑا بہت اندازہ بئر معونہ کے حادثہ سے ہوتا ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ بعض قبائل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تبلیغ کے سلسلہ میں مدد طلب کی [4]

---

[1] حاکم، المستدرک: ۳/۱۵ [2] ابن تیمیہ۔ فتاوی: ۱۱/۳۸ طبع جدید

[3] امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ اصحاب صفہ کی تعداد ہمیشہ ایک نہیں رہی بلکہ وقتاً فوقتاً بڑھتی گھٹتی رہی ہے۔ کبھی یہ دس یا اس سے بھی کم ہوجاتے تھے، کبھی بیس، تیس اور اس سے بھی زیادہ ہوجاتے تھے، کبھی ان کی تعداد ساٹھ، ستر تک بھی پہونچ جاتی تھی۔ ان کی مجموعی تعداد چارسو بلکہ اس سے بھی زیادہ بتائی گئی ہے۔ بعض لوگوں نے ان سب کے نام جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان میں شیخ ابوعبدالرحمٰن السلمی کی کتاب تاریخ اہل الصفۃ نمایاں ہے۔ امام ابن تیمیہ نے شیخ کا اچھے الفاظ میں ذکر کیا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ وہ ایک محدث کی حیثیت سے بہت زیادہ قابل اعتماد نہیں ہیں۔ فتاوی ابن تیمیہ ۱۱/ ۴۱-۴۲ طبع جدید ۱۳۹۸ھ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ابوعبدالرحمٰن السلمی سے پہلے ابوسعید بن الاعرابی نے اصحاب صفہ کے نام جمع کئے تھے موخرالذکر نے اپنی کتاب میں ان ہی کے نہج کو اپنایا اور بعض ناموں کا اضافہ کیا۔ ان کے بعد ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء، کے شروع میں ان دونوں کتابوں کو جمع کردیا ہے۔ فتح الباری ۱۱/۲۲۵۔ نیز ملاحظہ ہو ۱/۳۶۱۔ حاکم نے مستدرک میں ۳۶ اصحاب صفہ کے نام دئے ہیں۔ ان میں حضرت ابوعبیدہؓ، عمار بن یاسرؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، بلال بن رباحؓ اور حضرت خباب جیسے اکابر صحابہ بھی ہیں۔ (ملاحظہ ہو۔ المستدرک ۳/ ۱۸)۔ ابھی حال ہی میں ایک مخطوطہ کسی نامعلوم مصنف کا شائع ہوا ہے۔ اس میں اصحاب صفہ کے ۱۰۸ نام درج ہیں۔ اس مخطوطہ کے محشی نے تین ناموں کا اور اضافہ کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ نشرۂ جامعۃ السلفیہ بنارس۔ فروری ۱۹۸۶ء۔ ظاہر ہے یہ تعداد بھی اوپر کے اندازہ سے بہت کم ہے۔

[4] بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان قبائل نے دشمن کے خلاف مدد طلب کی تھی۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو فتح الباری ۷/ ۲۷۰، ۲۷۱

آپ نے اصحاب صفہ میں سے ستر (۷۰) صحابہ کو جو سب کے سب اپنے وقت میں قاری (قرآن مجید کا علم رکھنے والے) کہلاتے تھے، ان کے ساتھ روانہ فرمایا، لیکن بئر معونہ کے پاس پہونچ کر انھوں نے ان سب کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے شدید صدمہ پہونچا۔ آپ نے ایک مہینہ تک نماز فجر میں دعا قنوت پڑھی اور ان مجرم قبائل کے لیے بد دعا فرمائی۔[۱]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب صفہ کی تعداد اتنی تھی کہ اس میں سے ستر (۷۰) افراد بھیجے جا سکے۔ پھر اس سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ وہ قرآن مجید کا اتنا علم رکھتے تھے کہ تبلیغ دین کا فریضہ انجام دے سکیں۔

ایک اور روایت سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اصحاب صفہ کی تعداد کچھ کم نہ تھی۔ یہ بعض اوقات ستر سے بھی زیادہ ہو جاتی تھی۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اصحاب صفہ میں ستر (۷۰) آدمیوں کو اس حال میں دیکھا ہے کہ ان کے پاس تن ڈھکنے کے لیے پورا لباس نہیں تھا۔ (عرب کے رواج کے مطابق دو چادروں میں سے) اوپر کی چادر تو نہیں ہوتی تھی البتہ صرف تہ بند یا ایک کپڑا ہوتا جسے وہ اوپر کر کے اپنی گردن میں باندھ لیتے تھے۔ مختصر ہونے کی وجہ سے وہ ان کی پنڈلیوں کے نصف تک اور ٹخنوں تک پہونچ پاتا تھا۔ یہ لوگ اپنے اس کپڑے کو سمیٹ کر نماز پڑھتے تھے تاکہ بے ستری نہ ہو۔[۲]

حضرت ابوہریرہؓ کے انداز بیان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اصحاب صفہ کی تعداد ستر سے زیادہ تھی۔ انھوں نے جن اصحاب صفہ کا ذکر کیا ہے وہ ان اصحاب صفہ سے الگ ہیں جو بئر معونہ کے حادثہ میں شہید ہوئے تھے۔ اس لیے کہ یہ حادثہ حضرت ابوہریرہؓ کے اسلام لانے سے قبل پیش آیا تھا۔[۳]

علم حاصل کرنے کی ترغیب

اصحاب صفہ کو مسجد نبوی سے بالکل متصل قیام کی وجہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو براہ راست سننے اور آپ کی ہدایات سے استفادہ کرنے کے بظاہر دوسروں

---

[۱] بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الرجیع۔ مسلم، کتاب الامارہ، باب ثبوت الجنۃ للشہید

[۲] بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب نوم الرجال فی المساجد۔ [۳] فتح الباری: ۱/۳۶۱

سے زیادہ مواقع حاصل تھے۔ ذیل کے واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ فرماتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے علم دین کی اہمیت واضح فرماتے اور اس کے سیکھنے سکھانے کی ترغیب دیتے۔ چنانچہ حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان فرماتے ہیں کہ ہم مسجد نبوی کے صفہ میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور (قرآن مجید کی ایک ایک آیت سیکھنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے) فرمایا۔ تم میں سے کون یہ چاہتا ہے کہ بطحان یا عقیق (مدینہ سے قریب ہی دو وادیوں کے نام ہیں) جائے اور کسی گناہ یا قطع رحم کا ارتکاب کیے بغیر بڑے بڑے کوہان والی دو اونٹنیاں لے کر آئے۔ ہم نے عرض کیا حضور! یہ تو ہم میں سے ہر شخص چاہے گا۔ آپ نے فرمایا:

افلا یغدو احدکم الی المسجد	ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ تم میں سے کوئی شخص
فیعلم او یقرء آیتین من	مسجد جائے وہاں کسی کو تعلیم دے یا اللہ کی
کتاب اللہ خیر لہ من ناقتین	کتاب سے خود دو آیتیں پڑھے، یہ اس
وثلاث خیر لہ من ثلاث واربع	کے حق میں دو اونٹنیوں سے بہتر ہے، تین
خیر لہ من اربع ومن اعدادھن	آیتوں کا پڑھنا تین اونٹنیوں سے اور چار
من الابل[1]	آیتوں کا پڑھنا چار اونٹنیوں سے بلکہ جتنی
	آیتیں وہ پڑھے گا اتنی اونٹنیوں سے بہتر ہے۔

مطلب یہ کہ قرآن مجید کی چند آیتوں کا پڑھنا اور پڑھانا دنیا کی بڑی سے بڑی دولت سے زیادہ گراں بہا اور قیمتی ہے۔

آخرت کی کامیابی کی بشارت

اصحاب صفہ نہایت عسرت اور تنگ دستی کی زندگی گزار رہے تھے۔ آپ انھیں صبر کی تلقین فرماتے اور اجر و ثواب کی خوشخبری سناتے۔ حضرت فضالہ بن عبیدؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھاتے تو اصحاب صفہ بھوک کی نقاہت کی وجہ سے

---

[1] مسلم، فضائل القرآن، باب فضل قراۃ القرآن فی الصلوۃ الخ

گر پڑتے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر بدوی یہ سمجھتے کہ ان پر جنوں کا اثر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہونے کے بعد ان کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے۔

لو تعلمون مالکم عند اللہ	اگر تمہیں یہ معلوم ہو جاتا کہ اللہ کے پاس
لاحببتم ان تزدادوا فاقۃ	تمہارے لیے کیسی کچھ نعمتیں ہیں تو چاہتے
وحاجۃ [۱]	کہ تمہارا فقر و فاقہ اور بھی بڑھ جائے۔

ایک مرتبہ فرمایا آج اصحاب ثروت آرام اور راحت کی زندگی گزار رہے ہیں اور تم تکلیفیں برداشت کر رہے ہو لیکن قیامت کے روز جنت کی آسائشیں ان کے حصہ میں بہت بعد میں آئیں گی اور تم ان سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جاؤ گے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ضعفاء مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا[۲] ان کی غربت کا یہ عالم تھا کہ کسی کے پاس پورا تن ڈھانکنے کے لیے کپڑے نہیں تھے۔ بے ستری سے بچنے کے لیے سب ایک دوسرے کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک قاری ہمیں قرآن سنا رہے تھے۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ قاری نے فوراً سکوت اختیار کر لیا۔ آپ نے سلام فرمایا۔ دریافت کیا کہ تم لوگ کیا کر رہے تھے۔ ہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ ہمارے قاری ہیں جو قرآن سنا رہے تھے اور ہم سن رہے تھے آپ نے ارشاد فرمایا:

الحمد للہ الذی جعل من	اللہ کا شکر ہے اس نے میری امت میں
امتی من امرت ان اصبر نفسی	ایسے افراد پیدا فرمائے کہ مجھے ان کے ساتھ
معھم	جمے رہنے کا حکم دیا۔

اس کے بعد آپ مساوات برتتے ہوئے ہم لوگوں کے درمیان بیٹھ گئے۔ پھر اشارہ سے فرمایا کہ تم لوگ حلقہ بنا لو۔ اس سے سب حضرات آپ کے سامنے ہو گئے۔ میرے خیال میں آپ نے

---

[۱] ترمذی، ابواب الزہد، باب ماجاء فی معشیۃ اصحاب النبیؐ۔ مسند احمد ۶/۱۸-۱۹۔

[۲] ضعفاء مہاجرین سے مراد بظاہر اصحاب صفہ ہیں۔ اس لیے کہ جیسا کہ اوپر ذکر آیا ان کا مرکز صفہ ہی تھا۔ دوسرے یہ کہ خود ابو سعید خدریؓ گو مدنی تھے لیکن روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اصحاب صفہ میں شامل تھے۔ امام ذہبی کہتے ہیں یروی ان اباسعید کان من اھل الصفہ۔ تذکرۃ الحفاظ: ۱/۴۱

میرے علاوہ کسی کو پہچانا نہیں۔ آپ نے فرمایا۔

ابشروا یا معشر صعالیک	اے فقرا مہاجرین تمہارے لیے قیامت
المهاجرین بالنور التام یوم	کے دن پورے نور کی بشارت ہے تم
القیامة تدخلون الجنة قبل	دولت مندوں سے آدھا دن پہلے جنت
اغنیاء الناس بنصف یوم و	میں جاؤ گے۔ یہ آدھا دن پانچ سوسال
ذالك خمس مائة سنة[1]	کے برابر ہوگا۔

دنیوی فتح ونصرت کی خوشخبری

کبھی آپ یہ خوش خبری سناتے کہ تکلیف کے یہ دن جلد ہی ختم ہو جائیں گے اور فارس اور روم کی سلطنتیں تمہارے قدموں میں ہوں گی۔ حضرت عرباض بن ساریہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے پاس صفہ میں تشریف لایا کرتے تھے۔ اس وقت ہم غربت کی وجہ سے مختصر سے لباس میں ہوتے[2] آپ ارشاد فرماتے۔

لو تعلمون ما ذخر لکم ما حزنتم	اگر تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ
علی ما زوی عنکم ولیفتحن	نے تمہارے لیے کیا کچھ چھپا رکھا ہے تو آج
لکم فارس والروم[3]	جن چیزوں سے تم محروم ہو اس پر تمہیں
	غم نہ ہوگا اور وہ وقت ضرور آئے گا جب
	کہ فارس اور روم کے دروازے تمہارے
	لیے کھول دیے جائیں گے۔

اسی نوعیت کا ایک اور واقعہ حضرت طلحہ بصریؓ بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اصحاب صفہ کو روزانہ ایک مد (ایک پیمانہ) کھجوریں دو آدمیوں کے کھانے کے لیے عنایت فرماتے تھے۔ پہننے کے لیے کتان کا بہت ہی موٹا کپڑا اعطا فرمایا تھا۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ ہم لوگوں

---

[1] ابوداؤد، کتاب العلم، باب فی القصص۔ [2] حدیث میں 'حوتکیہ' کا لفظ آیا ہے۔ اس کے معنی مختصر لباس کے بھی آتے ہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ 'حوتک' نام کے کسی شخص کی طرف یہ کپڑا منسوب ہو (النہایہ فی غریب الحدیث) لیکن اصحاب صفہ کے حالات کے پیش نظر پہلے ہی معنی قرین قیاس معلوم ہوتے ہیں۔ [3] مسند احمد: ۴/ ۱۲۵

کو لے کر آپ نے دن کی کوئی نماز ادا فرمائی۔ جب آپ سلام پھیر کر فارغ ہوئے تو اصحاب صفہ نے دائیں بائیں سے زور سے کہا کہ کھجوروں نے ہمارے پیٹ جلا کر رکھ دیے ہیں۔ (مطلب یہ کہ ان کے مسلسل استعمال کی وجہ سے معدہ میں اس قدر حدت پیدا ہوگئی ہے کہ ناقابل برداشت ہو رہی ہے) یہ (موٹے) کپڑے بھی پھٹ رہے ہیں۔ یہ سن کر آپ منبر پر تشریف لے گئے۔ حمد و ثنا کے بعد خود آپ کو دین کی راہ میں جو تکلیفیں اٹھانی پڑیں ان کا ذکر کیا۔ اسی ذیل میں فرمایا کہ ایک وقت مجھ پر اور میرے ساتھی (غالباً حضرت بلالؓ مراد ہیں) پر وہ بھی گزرا ہے کہ دس سے زیادہ دنوں تک 'اراک'[1] کے پھل کے علاوہ ہمارے پاس کھانے کے لیے کچھ نہ تھا۔ ہم اپنے بھائیوں یعنی انصار کے پاس آئے۔ ان کی زیادہ تر غذا کھجور رہی ہے۔ انھوں نے اسی کے ذریعہ ہماری خدمت کی۔ خدا کی قسم! اگر میں اس حیثیت میں ہوتا کہ تمہیں گوشت اور روٹی کھلا سکوں تو یہی پیٹ بھر کر کھلاتا۔ ایک وقت وہ بھی آئے گا کہ تمہارے سامنے صبح ایک برتن آئے گا اور شام کو دوسرا برتن۔ (یعنی صبح ایک کھانا ہوگا اور شام کو دوسرا کھانا) اصحاب صفہ نے سوال کیا کہ کیا اس وقت ہم بہتر حالت میں ہوں گے یا آج ہم بہتر حالت میں ہیں۔ آپ نے فرمایا آج تم بہتر حالت میں ہو، اس لیے کہ تم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہو۔ اس وقت باہم دشمن بن جاؤ گے اور ایک دوسرے کی گردن کاٹو گے۔[2]

اس میں ایک طرف آپ نے دنیا کی فتح و کامرانی کی خوش خبری سنائی اور دوسری طرف اس کے بعد معاشرہ میں جو خطرناک رجحان ابھرے گا اس کا ذکر فرمایا تاکہ اس سے بچنے کی کوشش کی جائے۔

وعظ و تذکیر

اوس بن اوس حذیفہ ثقفیؓ ایک واقعہ کے ذیل میں بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صفہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ ہمیں واقعات سنا رہے تھے اور نصیحت فرما رہے تھے۔[3]

---

[1] 'اراک' ایک خاردار درخت کا نام ہے۔ اس کے پتے اونٹ کی غذا کے کام آتے ہیں۔ اس میں انگور کے خوشوں کی طرح پھل آتے ہیں۔ [2] رواہ الحاکم قال الذہبی صحیح۔ المستدرک مع التلخیص ۳/ ۱۵۔ امام احمد نے یہ روایت مختصراً روایت کی ہے۔ مسند ۳/ ۴۸۷ [3] مسند احمد ۴/ ۹۰۸

علمی سوال و جواب

ان مجلسوں میں، خیال ہوتا ہے کہ دین سے متعلق سوالات بھی ضرور ہوتے ہوں گے اور آپ ان کے جوابات بھی عنایت فرماتے ہوں گے۔ اس کا ثبوت ابن الاسقع کی ایک روایت سے ملتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین کے صفہ میں تشریف لائے۔ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ قرآن میں سب سے بڑی (عظمت والی) آیت کون سی ہے؟ آپ نے فرمایا۔ آیت الکرسی۔[۱]

صحابہ کے ذریعہ تعلیم

جو صحابہ کرام دین کا زیادہ علم رکھتے تھے، معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے بھی بعض افراد اصحاب صفہ کو دین کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ چنانچہ اسی نوعیت کا ایک واقعہ حضرت عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اہل صفہ میں سے بعض لوگوں کو قرآن مجید اور کتابت کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ ان میں سے ایک نے ایک کمان تحفہ کے طور پر مجھے دی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔

رجل اھدی الیّ قوساً ممن کنت اعلمہ الکتاب والقرآن ولیست بمال فارمی عنھا فی سبیل اللہ	جن لوگوں کو میں کتابت اور قرآن کی تعلیم دیا کرتا تھا ان میں سے ایک نے ایک کمان تحفہ میں مجھے دی ہے۔ اس کی کوئی مالی اہمیت نہیں ہے۔ لیکن میں اس کے ذریعہ اللہ کے راستہ میں تیر اندازی کروں گا۔

یہ سن کر آپ نے فرمایا۔

ان کنت تحب ان تطوق طوقا من النار فاقبلھا[۲]	اگر تم چاہتے ہو کہ آگ کا طوق تمہاری گردن میں ڈال دیا جائے تو اس ہدیہ کو قبول کر لو۔

---

[۱] ابوداؤد، کتاب الحروف والقرارات۔ [۲] ابوداؤد، کتاب البیوع، باب فی کسب المعلم۔ ابن ماجہ، ابواب التجارات، باب الاجر علی تعلیم القرآن۔ فقہاء کے درمیان اس امر میں اختلاف ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت لی جاسکتی ہے یا نہیں؟ امام ابوحنیفہؒ اور بعض دوسرے ائمہ نے اسے ناجائز قرار دیا ہے بعض دوسری روایات کی بنیاد پر امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اس کے جواز کے قائل ہیں۔ اس روایت کی توجیہ یہ کی گئی ہے کہ عبادہ بن صامتؓ =

علم دین کی خاطر تکلیف برداشت کرنا

اصحاب صفہ نے علم دین کی خاطر جو تکلیفیں برداشت کیں اور جس طرح ایک دوسرے کا تعاون کیا اس کا کچھ حال حضرت انسؓ کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے، جس میں انھوں نے صفہ کے ان ستر' قاریٔن کا ذکر کیا ہے جو بئر معونہ کے حادثہ میں شہید ہوئے تھے۔ فرماتے ہیں۔

جاء ناس الی النبی صلی اللّٰہ	کچھ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
علیہ وسلم فقالوا ان ابعث	آئے اور درخواست کی کہ آپ کچھ ایسے
معنا رجالا یعلمون القرآن	افراد کو جو قرآن وسنت کی تعلیم دیں،
والسنۃ فبعث الیھم سبعین	ہمارے ساتھ بھیجیں۔ آپ نے انصار میں
رجلا من الانصار یقال لھم	سے ستر آدمیوں کو جنھیں (قرآن کے عالم
القراء فیھم خالی حرام	ہونے کی وجہ سے) قاری کہا جاتا تھا، ان
یقرؤن القرآن ویتدارسون	کے ساتھ بھیجا۔ ان ہی میں میرے ماموں
باللیل یتعلمون وکانوا بالنھار	حرام بھی تھے۔ ان کا حال یہ تھا کہ رات میں
یجیئون بالماء فیضعونہ فی	قرآن پڑھتے، ایک دوسرے کو سناتے (مذاکرہ
المسجد ویحتطبون فیبیعونہ	کرتے) اور سیکھتے تھے اور دن میں باہر سے
ویشترون بہ الطعام لاھل	مسجد میں پانی لاکر رکھتے، لکڑیاں کاٹ کر لاتے
الصفۃ وللفقراء [1]	اور بیچتے جو آمدنی ہوتی اس سے اہل صفہ اور
	فقراء کے لیے کھانا خرید کر لاتے۔

= کو ہدیہ قبول کرنے سے غالبًا اس لیے منع کیا گیا کہ ان کے پیش نظر اس کا معاوضہ نہیں تھا بلکہ وہ صرف اجر و ثواب کی نیت سے یہ خدمت انجام دے رہے تھے۔ لیکن اگر پہلے سے معاوضہ طے ہوجاتا تو اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں تھا۔

بعض حضرات کے نزدیک اگر کسی جگہ قرآن مجید کی تعلیم دینے والا کوئی موجود نہ ہو تو قرآن جاننے والے پر اس کی تعلیم فرض ہوجائے گی۔ اس صورت میں اس کے لیے اجرت کا لینا صحیح نہیں ہے لیکن اگر تعلیم کا نظم موجود ہو اور تعلیم دینا اس پر فرض نہ ہو تو وہ اجرت لے سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو خطابی، معالم السنن: ۳/۹۹۔ ۱۰۰۔ فقہاء احناف میں متاخرین نے یہ محسوس کر کے کہ اگر اجرت نہ دی جائے تو قرآن مجید کی تعلیم ہی متاثر ہوجائے گی، اس کے جواز کا فتوی دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھی جائے۔ ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار: ۵/۴۶۔ ۴۸

[1] مسلم، کتاب الامارۃ، باب ثبوت الجنۃ للشہید

معاشی نظم

امت کے مہمان

اصحاب صفہ کا کوئی خاص ذریعہ معاش نہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی معاش کا نظم فرماتے تھے اور دوسروں کو اس کی طرف توجہ دلاتے تھے۔ اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ اصحاب صفہ کی معاش کی ذمہ داری اسلامی ریاست پر تھی یا سادہ لفظوں میں وہ پوری امت کے مہمان تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ ان کے تعارف میں فرماتے ہیں۔

اهل الصفة اضياف الاسلام لا يأوون على اهل ولا مال و لا على احد اذا اتته الصدقة بعث بها اليهم واذا اتته هدية ارسل اليهم واصاب منها واشركهم فيها[1]	اہل صفہ (اہل) اسلام کے مہمان تھے نہ تو ان کا گھر تھا نہ ان کے پاس مال تھا اور نہ وہ کسی کے گھر ہی ٹھہرے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہیں سے کوئی صدقہ آتا تو ان کے پاس بھیج دیتے تھے (خود تناول نہ فرماتے) لیکن اگر ہدیہ پیش ہوتا تو ان کے پاس بھیجتے، خود بھی تناول فرماتے اور ان کو بھی اس میں شریک فرمالیتے۔

رسول اللہ کی خاص توجہ

حضرت ابوہریرہؓ نے ایک طویل واقعہ بیان کیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ عسرت اور تنگی کے باوجود، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صفہ کا کس قدر خیال فرماتے تھے۔ یہ واقعہ آپ کا ایک نمایاں معجزہ بھی ہے۔ فرماتے ہیں۔ خدا کی قسم حالت یہ تھی کہ میں بھوک کی وجہ سے زمین پر گر پڑتا اور پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتا تھا۔ ایک روز میں بھوک سے پریشان ہو کر لوگوں کی گزرگاہ میں بیٹھ گیا۔ حضرت ابوبکرؓ ادھر سے تشریف لائے تو میں نے ان سے ایک آیت کا

---

[1] ترمذی کے الفاظ زیادہ واضح ہیں۔ کان اهل الصفة اضياف اهل الاسلام - ابواب القیامہ ۲/۷۱

[2] بخاری کتاب الرقاق، باب کیف کان عیش النبی الخ - ترمذی حوالہ سابق۔

مطلب پوچھا۔ اس سے میرا مقصد صرف یہ تھا کہ انھیں میری حالت کا اندازہ ہو جائے اور وہ مجھے اپنے ساتھ گھر لے جاکر کچھ کھلا پلا دیں۔ لیکن انھوں نے میری اصل ضرورت محسوس نہیں کی اور روانہ ہو گئے۔ میں وہیں بیٹھا رہا۔ جب حضرت عمرؓ کا وہاں سے گزر ہوا تو میں نے ان سے بھی اسی مقصد کے تحت آیت کا مطلب دریافت کیا۔ انھیں بھی میری ضرورت کا احساس نہیں ہو سکا اور وہ آگے بڑھ گئے۔ (بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت کا مفہوم بیان کر کے یہ حضرات خاموش ہو گئے) لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو فوراً محسوس فرمالیا کہ میں بھوک سے پریشان ہوں۔ فرمایا۔ ابوہریرہ میرے ساتھ چلو۔ میں چل پڑا آپ گھر کے اندر تشریف لے گئے اور اجازت لے کر میں بھی داخل ہوا۔ آپ نے دیکھا کہ دودھ کا ایک پیالہ رکھا ہوا ہے۔ دریافت فرمایا یہ کہاں سے آیا ہے؟ گھر والوں نے جواب دیا فلاں صاحب یا صاحبہ نے آپ کی خدمت میں ہدیہ بھیجا ہے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا۔ ابوہریرہؓ جاؤ، اصحاب صفہ کو بلا لاؤ۔ یہ بات اُس وقت مجھے اچھی نہیں لگی۔ میں نے سوچا کہ اس تھوڑے سے دودھ کا اصحاب صفہ کے درمیان کیا ہوگا؟ اس وقت تو مجھے اس کی زیادہ ضرورت ہے۔ بہرحال آپ کے حکم کی تعمیل میں اصحاب صفہ کو میں بلا لایا۔ جب سب لوگ آگئے اور اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ دودھ ان کو پیش کرو۔ میں ان میں سے ایک ایک کو یہ پیالہ دیتا جاتا تھا اور وہ پوری طرح سیراب ہو کر پیالہ میرے حوالے کر دیتا تھا۔ جب سب لوگ پی چکے تو پیالہ میں نے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ پیالہ ہاتھ میں لے کر آپ مسکرائے اور فرمایا۔ اب ہم اور تم دو باقی رہ گئے ہیں۔ بیٹھو اور پیو میں نے بھی اسی میں سے پیا۔ آپ نے فرمایا اور پیو، میں نے اور پیا۔ آپ یہی فرماتے رہے اور پیو۔ میں نے عرض کیا۔ اب تو بالکل گنجائش نہیں ہے۔ آپ نے پیالہ ہاتھ میں لیا اور جو دودھ بچا تھا وہ پی لیا[1]

حضرت ابوہریرہؓ غالباً اصحاب صفہ ہی کا ذکر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ لوگ — ایک روایت میں ہے کہ ان کی تعداد سات تھی — بھوکے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ایک ایک کھجور عنایت فرمائی[2]

---

[1] بخاری کتاب الرقاق، باب کیف کان عیش النبیؐ الخ ترمذی، ابواب صفۃ القیامہ ۲/ ۷۱

[2] ترمذی، ابواب صفۃ القیامہ، ۲/ ۷۰ - ابن ماجہ، ابواب الزہد، باب معیشۃ اصحاب النبیؐ۔

انصار مدینہ کو ہدایت

بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار مدینہ کو حکم فرماتے تھے کہ وہ ان کی میزبانی کریں اور انھیں کھانا کھلائیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رات ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار میں سے ایک ایک کے ساتھ اصحاب صفہ میں سے دو ایک کو روانہ فرما دیتے تاکہ وہ اپنے ساتھ انھیں کھانا کھلائیں اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر پر جو موجود ہوتا طلب فرماتے اور جو اصحاب صفہ رہ جاتے ان کے ساتھ وہی کھانا تناول فرماتے [1]

مدینہ کی خاص پیداوار کھجور تھی۔ یہ اہل مدینہ کی ایک عام غذا بھی تھی۔ انصار حسب حیثیت کھجور کے خوشے لاکر مسجد نبوی میں لٹکا دیا کرتے تھے۔ یہ اصحاب صفہ کے کام آتے۔ روایت میں آتا ہے۔

کان اھل الصفۃ لیس لھم	اہل صفہ کے لیے کھانا نہیں ہوتا تھا۔ ان
طعام فکان احدھم اذا جاع	میں سے جب کسی کو بھوک لگتی تو وہ اسی
الی القنو فضربہ بعصاہ فیسقط	خوشہ کے پاس آتا اور اپنی چھڑی سے مار کر
البسر والتمر فیاکل	جو کچی اور پکی کھجوریں گرتیں وہ کھالیتا۔

بعض لوگ جنھیں اس طرح کے امور خیر سے زیادہ دل چسپی نہیں تھی ان سے بے احتیاطی بھی ہو جاتی تھی۔ وہ خراب قسم کی کھجوریں لاکر ٹانک دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں نصیحت فرمائی۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا	اے لوگو جو ایمان لائے ہو: جو مال تم نے کمائے ہیں
مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ	اور جو کچھ ہم نے زمین میں سے تمہارے لیے نکالا ہے اس
اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ	میں سے بہتر حصہ راہ خدا میں خرچ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ
وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ	اس کی راہ میں دینے کے لیے بری سے بری چیز
تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ	چھانٹنے کی کوشش کرنے لگو حالانکہ وہی چیز اگر کوئی
اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ ؕ وَاعْلَمُوْٓا	تمہیں دے تو تم ہرگز اسے لینا گوارا نہ کرو الا یہ کہ
اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ (بقرہ: ۲۶۷)	اس کو قبول کرنے میں تم اغماض برت جاؤ۔ تمہیں
	جان لینا چاہیے کہ اللہ بے نیاز ہے اور بہترین
	صفات سے متصف ہے۔ [2]

---

[1] حافظ ابن حجر نے اس مفہوم کی کئی ایک روایتیں نقل کی ہیں۔ فتح الباری ۱۱/ ۲۲۵

[2] ترمذی، کتاب التفسیر، سورہ بقرہ

مہاجرین کا تعاون

مہاجرین بھی اپنی طاقت کی حد تک اصحاب صفہ کی خدمت کیا کرتے تھے۔ حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کو مساکین سے بڑی ہمدردی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں 'ابو المساکین' فرماتے تھے۔ وہ اصحاب صفہ کا بہت خیال رکھتے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں بھوک پیاس کی تکلیف برداشت کرکے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض صحبت حاصل کرتا تھا۔ بھوک کی وجہ سے کبھی زمین سے چپک کر پڑ جاتا تھا۔ کسی سے کسی آیت کا مطلب اس خیال سے دریافت کرتا کہ وہ میرا مقصد بھانپ جائے اور مجھے ساتھ لے جاکر کھانا کھلائے۔ حضرت جعفر بن ابی طالبؓ سے جب اس قسم کا سوال کرتا تو وہ پہلے مجھے اپنے ساتھ لے جاتے اور اپنی بیوی سے کہتے۔ اسماء! کچھ ہمیں کھلاؤ۔ اس کے بعد وہ آیت کا مطلب بھی بیان کرتے۔ بعض اوقات وہ ہم لوگوں کو اپنے ساتھ گھر لے جاتے، وہاں کچھ نہ ہوتا تو گھی کی خالی کپی توڑ کر سامنے رکھ دیتے۔ اسی کو ہم چاٹ لیا کرتے تھے۔[۱]

اس سلسلہ میں حضرت ابوبکرؓ کا ایک بہت ہی موثر واقعہ بخاری وغیرہ میں آتا ہے۔ اس سے اس نظم پر بھی روشنی پڑتی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب صفہ کے سلسلہ میں فرمایا تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ فرماتے ہیں۔

ان اصحاب الصفة کانوا اناسا	اصحاب صفہ فقراء تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقراء وان النبی صلی اللہ علیه	نے فرمایا جس کے ہاں دو آدمیوں کا کھانا
وسلم قال من کان عنده	ہو وہ تیسرے کو ان میں سے لے جائے اور
طعام اثنین فلیذهب بثالث	چار آدمیوں کا کھانا ہو تو پانچواں یا چھٹا ان
وان اربع فخامس اوسادس	میں سے لے جائے۔

اس ہدایت پر عمل کرتے ہوئے ہمارے والد ابوبکر اپنے ساتھ تین آدمیوں کو گھر لے آئے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس افراد کو اپنے ہم راہ لے گئے۔ حضرت ابوبکر نماز عشاء سے فارغ ہونے کے بعد گھر یہ تاکید کرکے کہ مہمانوں کو کھانا کھلا دیا جائے، کسی ضرورت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ کافی تاخیر سے ان کی واپسی ہوئی۔

---

[۱] بخاری و ترمذی۔ ابواب المناقب۔ باب مناقب جعفر بن ابی طالب

انھوں نے دیکھا کہ مہمانوں نے کھانا نہیں کھایا ہے تو گھر والوں پر برہم ہونے لگے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ تو ڈر سے ایک کونہ میں چھپ گئے لیکن بیوی نے بتایا کہ مہمانوں نے آپ کے بغیر کھانا کھانے سے انکار کر دیا ہے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے براہ راست ان سے کھانا کھا لینے کی درخواست کی لیکن انھوں نے اس وقت بھی یہی کہا کہ ہم آپ ہی کے ساتھ کھائیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ (غصہ کی حالت میں تھے) قسم کھا کر کہا میں اس وقت نہیں کھاؤں گا۔ لیکن مہمانوں کا اصرار بڑھا تو قسم کا کفارہ ادا کیا اور کھانے میں شریک ہو گئے۔ کھانے میں اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت عطا فرمائی کہ مہمانوں کے کھانے کے بعد بھی جوں کا توں بچا رہا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ ہو گیا۔ صبح یہ کھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا گیا تو بہت سے لوگوں کو کھلایا گیا۔[1]

اس سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ دو ایک اصحاب صفہ کو اپنے ساتھ لے جا کر کھانا کھلانے کی ہدایت انصار اور مہاجرین میں سب ہی صاحب حیثیت افراد کو تھی۔

ریاست کی آمدنی میں اصحاب صفہ کا حق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو مال غنیمت وغیرہ جمع ہوتا تھا اس میں آپ اصحاب صفہ کی ضروریات کو مقدم رکھتے تھے۔ مشہور واقعہ ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ گھر کے لیے پانی بھرتے بھرتے سینہ میں درد ہو جاتا ہے۔ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا کہ چکی چلانے سے ہاتھ میں چھالے پڑ گئے ہیں۔ اس وقت قیدی آئے ہیں۔ خدمت کے لیے ان میں سے ایک غلام عنایت فرمایا جائے۔ آپ نے جواب دیا۔

واللہ لا اعطیکما واحرم اھل الصفۃ تطوی بطونھم لا اجد ما انفق علیھم ولکنی ابیعھم وانفق علیھم اثمانھم	قسم خدا کی یہ نہیں ہو سکتا کہ میں تمہیں خادم فراہم کر دوں اور اصحاب صفہ کو جن کے پیٹ فاقہ سے پچکے پڑے ہیں، محروم کر دوں میں غلاموں کو فروخت کر کے ان کی قیمت اصحاب صفہ پر خرچ کروں گا۔

---

[1] بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، باب السمر مع الاہل والضیف

پھر آپ ان کے گھر تشریف لے گئے اور انھیں سوتے وقت تسبیح پڑھنے کا حکم دیا۔ فرمایا یہ تسبیح تمہارے لیے غلام سے بہتر ہے۔ (یہی تسبیح، تسبیح فاطمہ کے نام سے مشہور ہے)[1]

عام صدقات وخیرات

عام صحابہ بھی صدقات وخیرات میں اصحاب صفہ کا خیال رکھتے تھے۔ اس کا ثبوت اس واقعہ سے ملتا ہے کہ حضرت حسنؓ کی پیدائش کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے سر کے بال اتروا کر اس کے وزن کی چاندی صدقہ کردی جائے۔ چنانچہ یہ رقم اصحاب صفہ پر خرچ کی گئی۔ حضرت امام حسینؓ کی پیدائش پر بھی اس پر عمل ہوا۔[2]

معاشی حالت بتدریج بہتر ہوتی چلی گئی

مسجد نبوی کے اس صفہ میں غریب اور نادار صحابہ قیام فرماتے تھے۔ ان کا قیام حسب حالات مختصر یا طویل ہوتا تھا۔ لیکن غالباً ان میں سے کسی کا بھی وہاں مستقل قیام نہیں رہا۔ امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ مدینہ میں جو مہاجر آتے ان میں غریب بھی ہوتے اور دولت مند بھی، بیوی بچوں والے بھی ہوتے اور بے شادی شدہ بھی۔ ان میں سے جس کسی کو رہائش کی سہولت نہ ہوتی وہ یہاں قیام کرتا تھا۔ سارے اہل صفہ ایک ہی وقت میں یہاں جمع نہیں ہوگئے تھے۔ ان میں سے جس کی شادی ہوجاتی وہ بیوی کے ساتھ دوسری جگہ رہتا، یا جسے مکان کی سہولت حاصل ہوجاتی وہ وہاں منتقل ہوجاتا۔ اس طرح ان کی آمد و رفت جاری رہتی تھی۔ کبھی تعداد بڑھ جاتی اور کبھی گھٹ جاتی۔[3]

اسی طرح ان میں سے بعض تبلیغی مقاصد کے لیے بھیجے گئے، بعض نے جہاد میں شرکت

---

[1] مسند احمد: ۱/۱۰۶-۱۰۷۔ امام بخاری نے بھی تھوڑے سے فرق کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے البتہ اصحاب صفہ کا ذکر ترجمۂ باب میں کیا ہے۔ کتاب فرض الخمس، باب الدلیل علی ان الخمس لنوائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والمساکین وایثار النبیؐ اھل الصفۃ والارامل حین سالتہ فاطمۃ وشکت الیہ الطحن والرحیٰ ان یخدمہا من السبی فوکلہا الی اللہ۔ [2] مسند احمد ۶/۳۹۰-۳۹۱ [3] فتاوی ابن تیمیہ طبع جدید ۱۱/۴۱

کی اور بعض نے حکومت کے مناصب اور ذمہ داریاں سنبھالیں۔ اسلامی ریاست کے استحکام کے ساتھ ان کی معاشی حالت بھی بہتر ہوتی چلی گئی۔ حضرت ابوہریرہؓ جو اصحاب صفہ میں بہت نمایاں ہیں اور جنھوں نے ان کے زیادہ تر حالات بھی بیان کیے ہیں، بعد کے دور میں نسبتاً خوش حال زندگی گزار رہے تھے۔ ایک مرتبہ کتان کا رنگین جوڑا پہنے چادر کے ایک کنارے سے ناک صاف کر رہے تھے انھیں اپنا پرانا زمانہ یاد آگیا اور ساتھیوں سے اس کا ذکر کیا۔[1]

اسلامی ریاست کے استحکام کے بعد اصحاب صفہ کی معاشی حالت میں جو فرق رونما ہوا اس کا جائزہ خود ایک مستقل موضوع ہے۔ اس پر الگ سے تحقیق کی ضرورت ہے۔

---

[1] بخاری، کتاب الاعتصام، باب ماذکر النبیؐ وحض علی اتفاق اھل العلم الخ ترمذی ابواب الزہد، باب ماجاء فی معیشۃ اصحاب النبیؐ۔

وقت کے اہم ترین موضوع پر ادارہ تحقیق کی نئی پیشکش

مسلمان عورت کے حقوق

اور ان پر اعتراضات کا جائزہ

مصنف: مولانا سید جلال الدین عمری

جس کے مباحث کا اندازہ اس کے عنوانات ہی سے کیا جاسکتا ہے۔

• آزادیٔ نسواں کا مغربی تصور • مسلمان عورت کے حقوق — اعتراضات کا جائزہ — ۱۔ مرد کی حکومت ۲۔ حجاب کی بندشیں۔ ۳۔ عورت کا معاشی مسئلہ۔ ۴۔ مہر کی نوعیت اور اس کے احکام۔ ۵۔ تعدد ازدواج۔ ۶۔ طلاق کا مسئلہ۔ ۷۔ مطلقہ کا نفقہ۔ ۸۔ خلع کی نوعیت۔ ۹۔ عورت کا حق وراثت۔ ۱۰۔ عورت کا قصاص۔ ۱۱۔ عورت کی دیت۔ ۱۲۔ عورت کی شہادت۔ ۱۳۔ عورت اور سیاسی قیادت۔

اعتراضات کا مدلل اور مسکت جواب معلوم کرنے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔

صفحات ۲۰۰ قیمت ۲۰ روپئے لائبریری ایڈیشن ۳۵ روپئے۔

ملنے کے پتے ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی، پان والی کوٹھی، دودھ پور۔ علی گڑھ ۲۰۲۰۰۱
مرکزی مکتبہ اسلامی۔ بازار چتلی قبر۔ دہلی ۶